امام ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر : عبدالرشید عراقی

امام ابو داؤد طیالسیؒ کی شہرت ان کے علم حدیث میں صاحب کمال ہونے کی وجہ سے ہوئی۔ حدیث میں ان کی مہارت اور ژرف نگاہی کی وجہ سے ان کو "امامِ حدیث" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

ان کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ حفظ و ضبط میں اُن کے اعلیٰ و ارفع ہونے کا اعتراف علمائے فن محدثین کرام اور اربابِ سیر نے کیا ہے۔ اور بعض علمائے کرام نے یہاں تک فرمایا ہے کہ ان کو چالیس ہزار سے زیادہ احادیث زبانی یاد تھیں۔ خطیب نے اپنی کتاب "تاریخ بغداد" میں امام علی بن مدینی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ :

"میری نظر سے کوئی اُن سے زیادہ حدیثوں کا حافظ نہیں گزرا"۔

حافظ ذہبی نے ابنِ عدی کا یہ قول تذکرۃ الحفاظ میں نقل کیا ہے کہ :

"بصرہ میں ابو داؤد طیالسی اپنے زمانے میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے"۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں کہ :

"امام ابو داؤد طیالسی طویل حدیثوں کو اچھی طرح محفوظ کرتے تھے اور اس وصف میں اپنے معاصرین سے ممتاز تھے"۔

عدالت و ثقاہت میں بھی ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ علماء کے جرح و تعدیل نے اس کی توثیق کی ہے اور انہیں ثقہ و ثابت لکھا ہے۔ امام عبدالرحمٰن بن مہدی، امام یحییٰ بن معین، ابو مسعود رازی، امام ابو عبدالرحمٰن، احمد بن شعیب نسائی، ابنِ حبان اور علامہ محمدؒ بن سعد صاحب طبقات نے ان کے ثقہ و ثابت ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :

"یحییٰ بن معین، ابنِ مدینی، وکیع بن الجراح اور دیگر علمائے رجال نے ان کے ثقہ و ثابت ہونے کی توثیق کی ہے"۔

© rasailojaraid.com

معرفت حدیث میں بھی ان کو کمال حاصل تھا۔ اور اس کا اعتراف بھی علمائے جرح و تعدیل نے کیا ہے۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ :

"امام یحییٰ بن معین اُن کو عبدالرحمٰن بن مہدی سے بھی زیادہ صاحب علم اور حدیثوں کا واقف کار بتاتے تھے۔ اور ان کے استاد امام شعبہ کو ان کے علم و تمیز پر اتنا اعتماد تھا کہ اپنی عدم موجودگی میں ان کو مسند درس پر رونق افروز ہونے کی اجازت دے دیتے تھے"۔

ولادت

امام ابوداؤد سلیمان بن داؤد بن جارود ماہ ربیع الاوّل ۱۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ و تلامذہ

© rasailojaraid.com

امام ابوداؤد طیالسی کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ انہوں نے دوسری صدی ہجری کا زمانہ پایا جو علم و فضل اور خیر و برکت کے لحاظ سے خیرالقرون میں شمار کیا جاتا ہے اور ان کو برگزیدہ علمائے اسلام کی صحبت میسر آئی اور بڑے بڑے جلیل القدر اور نامور محدثین کرام سے انہیں استفادہ کا موقع میسر آیا۔ امام ابوداؤد کے نامور اساتذہ میں امام سفیان ثوری، امام شعبہ، حماد بن سلمہ، حبیب بن یزید اور جریر بن عبدالحمید جیسے نامور محدثین شامل ہیں۔ اور ان کے تلامذہ کا حلقہ بھی وسیع ہے۔ ان کے مشہور تلامذہ میں امام ابو مسعود رازی، عثمان بن ابی شیبہ، علی بن مدینی، محمدؐ بن بشار نیدار اور محمدؐ بن سعد کاتب واقدی جیسے محدثین شامل ہیں۔

آپ کے استاد امام جریر بن عبدالحمید نے بھی آپ سے روایت کی ہے۔ مؤلفین صحاحِ ستہ اور امام ابوداؤد طیالسی کے زمانہ میں کافی تفاوت ہے۔ اس لئے ان میں سے تین نے بالواسطہ آپ سے روایت کی ہے۔

حافظ ابنِ حجر نے امام بخاری کے بارے میں لکھا ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی نے امام ابوداؤد سجستانی کے متعلق لکھا ہے اور مولانا عبدالرحمٰن محدث مبارک پوری نے امام ترمذی کے سلسلہ رواۃ میں ان کا نام گنایا ہے۔

© rasailojaraid.com

وفات

امام ابو داؤد طیالسی نے ۲۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

مسند ابو داؤد طیالسی

یہ امام ابو داؤد طیالسی کی مشہور کتاب ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ یہ مسند سب سے زیادہ قدیم ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلوی نے طبقاتِ کتب حدیث میں اس کو تیسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

یہ مسند گیارہ اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کی ابتداء اس طرح کی گئی ہے کہ پہلے خلفاء راشدین، عشرہ مبشرہ اور کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احادیث درج کی گئی ہیں۔ چھٹا جزء صحابیات کی روایات پر مشتمل ہے۔ اس میں پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اس کے بعد حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کی روایات درج کی ہیں اور کہیں کہیں آثارِ صحابہ بھی نقل کئے گئے ہیں۔ اس مسند کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی اکثر روایات دوسری مشہور کتب حدیث میں موجود ہیں۔

مسند ابو داؤد طیالسی ۱۳۲۱ھ میں دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن سے شائع ہو چکی ہے۔ صفحات کی تعداد ۳۹۲ ہے۔ ارکانِ دائرہ نے حواشی میں متعدد کتب حدیث خصوصاً مسند احمد، جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد سے اس کی حدیثوں کی مطابقت یا اختلاف دکھایا ہے۔

مراجع و مصادر

۱) ابنِ حجر، تہذیب التہذیب
۲) حاجی خلیفہ، کشف الظنون
۳) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد
۴) ذہبی، تذکرۃ الحفاظ
۵) عبد العزیز دہلوی، بستان المحدثین
۶) محمد بن سعد، طبقات ابنِ سعد
۷) محمد جعفر کتانی، الرسالۃ المستطرفۃ
۸) شاہ ولی اللہ دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ
۹) عبد الرحمن مبارک پوری، مقدمہ تحفۃ الاحوذی

© rasailojaraid.com